دعوت فکر و عمل

طالبان کا سر چشمہ طاقت

محمد عبدالمنتقم دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق مفتی اعظم پاکستان وبانی دارالعلوم کراچی) تمثیل کے طور پر سنایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں جب نئی نئی ریل چلی تو اتفاق سے ایک دیہاتی ہندو، شہر آیا ہوا تھا، سواری کے بارے میں اس کا تصور یہ تھا کہ وہ کوئی گھوڑا یا گدھا ہوتا ہے، جس پر آدمی بیٹھتا ہے اور چلا کے لے جاتا ہے، اس لئے ریل کو دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا کہ اتنی بڑی اور لمبی عمارت خود بخود کیسے چل رہی ہے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ بھئی! یہ کون چلاتا ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ ایک سبز جھنڈی ہوتی ہے۔ وہ جب ہلتی ہے تو یہ چلتی ہے۔ یہ سنکر ہندو بیچارہ سبز جھنڈی کے کے پاس چلا گیا اور اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی، وہاں پر موجود لوگوں نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ ارے یہ کیا کر رہا ہے؟ جواب دیا کہ "یہ جھنڈی بڑی طاقتور چیز ہے، اتنی بڑی گاڑی یہ چلالیتی ہے، اس لئے اس کی ڈنڈوت کر رہا ہوں" پھر کسی نے کہا کہ ارے بھئی! یہ سبز جھنڈی کچھ بھی نہیں، اصل میں ایک گارڈ ہے، وہ جب سبز جھنڈی ہلاتا ہے۔ تو گاڑی چلتی ہے، اب یہ گارڈ کے پاس چلا گیا اور اس کے سامنے سر جھکا دیا اور کہا کہ بھئی! تو بڑا طاقتور، اتنی بڑی گاڑی تو چلالیتا ہے، گارڈ نے جواب دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، میرے اندر کوئی ایسی طاقت نہیں ہے کہ گاڑی کو چلاؤں، دراصل گاڑی میں جو ڈرائیور بیٹھا ہے وہ چلاتا ہے، تو ہم پرست ہندو نے اب ڈرائیور کے پاس جا کے اس کی ڈنڈوت شروع کر دی، ڈرائیور نے معذرت کی اور کہا کہ میں بھی کچھ نہیں ہوں۔ میں تو صرف یہ کل پرز... آگے پیچھے کرتا ہوں، اصل میں یہ انجن اور اس کے پیچھے بھاپ کی طاقت ہے، وہ گاڑی چلاتی ہے۔ اب یہ ہندو دیہاتی بھاپ کے پاس جا کے رک گیا۔ اور سوچنے لگا کہ بھاپ کے پیچھے کونسی قوت کارفرما ہے؟--- یہ تمثیل بیان کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اس ہندو کو چشم بصیرت اور دیدہ بینا ہو تو سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ بھاپ کی قوت کے پیچھے جس کی طاقت کارگر ہے۔ وہ اللہ جل شانہ، کی ذات ہے، جس کی حکمت وارادہ سے پوری دنیا کا نظام قائم ہے اور جس کی مشیت کے بغیر کائنات کا کوئی ذرہ ذرہ حرکت میں نہیں آتا"

روز مرہ کی زندگی میں ہمارا حال اس ہندو دیہاتی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے کہ کبھی سبز جھنڈی پر بھروسہ کر لیا، کبھی گارڈ پر یقین جمالیا اور کبھی ڈرائیور پر توکل کر کے بیٹھ گئے لیکن اس قادر مطلق ذات کا دھیان ہمیں عموماً نہیں ہوتا۔ جس نے پوری کائنات کا نظام سنبھالا ہوا ہے۔ جو آنکھیں مادے کے اس پار دیکھنے کی صلاحیتوں سے محروم ہوں۔ ان کو ہر جگہ وسائل واسباب کی کارفرمائی نظر آتی

ہے۔۔۔افغانستان میں طالبان کی حیرت انگیز کامیابیاں دیکھ کر متعدد حلقوں سے مختلف انداز میں تبصرے کیے جارہے ہیں ۔ جن میں اظہار خیال سے اظہار حیرت کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ کہ کابل میں یہ کیا ہوگیا؟ کیسے ہوگیا؟ طالبان کون ہیں؟ ان کی یہ قوت کہاں سے ابھری؟ اور مختصر عرصے میں پورے افغانستان کے طول وعرض میں کیسے چھاگئی۔ اس کی پشت پر کون سی طاقت کارفرما ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے۔ کسی کا خیال ہے۔ کہ ان کو پاکستان نے لا کھڑا کیا ہے۔

ان تمام سوالات اور قیاس آرائیوں کے تناظر میں اسلامی طالبان کی تحریک اور اس کے پس منظر کے بارے میں چند گذارشات پیش کرنا وقت کا تقاضا معلوم ہوتا ہے۔

جب سرزمین افغانستان میں روس نے ننگی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی فوجیں داخل کیں۔ تو دینی مدارس کے تربیت یافتہ طلباء اور علماء کفر کی اس یلغار کو روکنے میں سب سے پیش پیش تھے۔ انہوں نے ہی سولہ سالہ عظیم جہاد کی ابتداء کی پہلے وہ لاٹھیاں لے کر میدان میں اترے۔ لیکن جہاد فی سبیل اللہ نے ان کو حرب وضرب کی ہر مشین اور دشمن کو زچ کرنے کا ہر فن سکھا دیا مسلمانوں کے اتحاد اور جہاد فی سبیل اللہ کی برکت تھی کہ روسیوں کو شکست فاش ہوئی اور وہ، عبرتناک رسوائی کے ساتھ اپنی پناہ گاہ کی طرف بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور ہوئے۔۔۔۔۔۔ روسیوں کے قدم اکھڑ جانے کے بعد طالبان، مدارس میں دوبارہ واپس لوٹ آئے تاکہ وہ اپنی دینی تعلیم پوری کریں، جسے جہاد کی وجہ سے ادھورا چھوڑ آئے تھے، لیکن شامت اعمال سے افغانستان میں کوئی مستحکم حکومت قائم نہ ہوسکی، اور ملک میں قائم مختلف تنظیموں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوگئے، ہر تنظیم سے تعلق رکھنے والے کمانڈروں نے اپنی اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے ہر طرف افراتفری کا بازار گرم کیا، اس طرح حصول آزادی کے بعد بھی کئی سال تک افغانستان میں اضطراب، بیکسی اور بدامنی کی عفریت مسلط رہی، دینی مدارس کے ان مجاہد طلبہ نے کئی سال تک اپنی مظلوم ماؤں، بہنوں اور بزرگوں کی سسکیاں سنیں اور ان کو لٹتے دیکھا، لیکن بالآخر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ اور انہوں نے عزت وآبرو اور جان ومال کی اس تباہی کو قابل برداشت نہیں سمجھا، نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابتداء میں انکے پاس کوئی اسلحہ تھا نہ افراد کی قوت تھی، ان کے پیش نظر صرف اتنی بات تھی کہ وہ مظالم ڈھانے والوں اور افراتفری مچانے والوں کے سامنے ہاتھ جوڑیں گے، ان کی خوشامد کریں گے، تاکہ وہ اپنی شنیع حرکتوں سے باز آجائیں۔۔۔۔۔ لیکن رب کریم نے ان کے ہاتھوں میں طاقت اور زبان میں تاثیر پیدا فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام رکاوٹیں پیوند خاک ہوتی چلی گئیں، لوگوں نے اپنا اسلحہ للّٰہ ان کے حوالہ کیا، اسطرح طالبان کے، زیر کنٹرول علاقوں میں مثالی امن وامان اور نظم وضبط قائم ہوا، رات کے اندھیرے میں کوئی مسافر، میلوں سونا اچھالتا جائے لیکن اس پر غلط نگاہ اٹھا کر دیکھنے والا کوئی نہیں، اب کوئی عورت تنہا سفر کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتی، زمام اقتدار سنبھالنے والوں میں کروفر بالکل ناپید ہے، لباس، پوشاک، رہن سہن اور طرز معاشرت میں انہوں نے

سادگی اور بے تکلفی کی وہ نرالی مثالیں قائم کیں، جن سے بے ساختہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ تواضع وللہیت میں انہوں نے وہ قابل رشک نمونے پیش کئے جو بلاشبہ صحابہ دلاتے ہیں، معروف کالم نگار جناب عرفان صدیقی صاحب "جو کچھ عرصہ قبل مولانا سمیع الحق صاحب کے وفد میں افغانستان کے دورے پر گئے ہوئے تھے" کے سفرنامہ "طالبان کا افغانستان" سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-----

"---------یہ گورنر صاحب کا سیکرٹیریٹ ہے، بے رنگ و آب دیواریں۔شکستہ دروازے، نیم جھروکے، شیشوں سے بے نیاز کھڑکیاں، معذور میزیں، شکستہ پا کرسیاں۔ ہم اس بے سروسامانی کو دیکھ کر اپنے میزبانوں سے کوئی سوال پوچھ نہ پائے، بس دیکھتے رہ گئے۔ساری عمارت ہمارے ہاں کی کسی نیشنلائزڈ مڈل اسکول کا نقشہ پیش کررہے تھیں۔سرخ وردیوں میں ملبوس چاق وچوبند اہلکار، سیاہ گھوڑوں پر بیٹھتے اونچے طروں والے نیزہ بردار اور آبنوس دروازے کے دائیں بائیں کھڑے چوبدار، کچھ بھی نہ تھا۔ گاؤں کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر جیسے ایک کمرے کے بارے میں بتایا گیا کہ "یہ گورنر صاحب کا دفتر ہے" گورنر صاحب اب بھی اسی گھر میں رہتے ہیں۔ جس میں وہ بیت المال کے ایک اہلکار کی حیثیت سے رہتے تھے۔ہم زیادہ دیر تک یہاں نہ ٹھہر سکے۔ دھوپ خاصی تیز چلی تھی، گاڑیاں گورنر صاحب کے سیکریٹریٹ سے سڑک پر آئیں تو ہم نے فٹ پاتھ پر ایک معذور شخص کو لاٹھی ٹیکتے آہستہ آہستہ چلتے دیکھا۔ اوئے یہ تو ملا محمد حسن رحمانی ہیں قندھار کے گورنر گاڑیاں رک گئیں اور وہ کسی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے۔میں نے ڈرائیور سے پوچھا "گورنر صاحب پیدل کیوں چل رہے تھے" وہ بولا-------"ان کے پاس ایک گاڑی ہے جو آجکل آپ کے زیر استعمال ہے"-----"گورنر قندھار کی گاڑی ہمارے استعمال میں تھی اور وہ خود پیدل سفر کررہے تھے"-------"میں دیر تک ملا محمد حسن رحمانی اور سردار محمد عارف نکئی کا موازنہ کرتا رہا اور آخر کار یہ سوچ کر سر جھٹک دیا کہ کہاں تصوراتی آسائشوں سے آراستہ جدید ترین گاڑی میں جلوہ فگن شخص اور کہاں قندھار کی گرد آلود سہ پہر میں ادھڑی فٹ پاتھ پر لاٹھی ٹیکتا مولوی-- دونوں رئیسان ولایت سہی، لیکن جاہ و جلال اور فقر وغنا کے معیارات اور پیمانے جداجدا ہوتے ہیں"----

امیر المومنین ملا محمد عمر کا معمول ہے کہ وہ سر شام اپنی اقامت گاہ سے نکلتے اور رات کا بیشتر حصہ مختلف بستیوں، شاہراہوں، پولیس چوکیوں اور عسکری مورچوں کے معائنے میں گذار دیتے ہیں"------(ہفت روزہ تکبیر 26 ستمبر 96ء)

اعمال واخلاق اور سیرت و کردار کے یہ وہ پر خلوص اور انمٹ نقوش ہیں، جن کے ذریعہ طالبان نے افغان عوام کے دل جیت لئے اور جن کی برکات، فتح کابل کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائیں، طالبان نے جب سے اقتدار سنبھالا افغانستان، امن وسکون کا گہوارہ بنتا جارہا ہے، وہاں کے باشندوں کو اب، چین واطمینان کی خنکی میسر آرہی ہے۔اور افغانستان کے افق پر خالص اسلامی حکومت کی ضیاء بار کرنیں طلوع ہونے لگی ہیں، جس کے لئے امت مسلمہ، مدتوں سے بیتانہ اشتیاق سے منتظر

ہے۔

"طالبان" کی تمام تر کامیابیوں کو "اللہ تعالیٰ کی تائید خاص" اور نصرت الٰہی" جیسے الفاظ سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے، بیرونی پشت پناہی یا وسائل کی فراوانی کا اس میں کچھ دخل نہیں۔۔۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ستقامت نصیب فرمائے "ہر قسم کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھے
ئہ خطرات سے اپنی حفاظت کرنے اور ایک مثالی
اسلامی ریاست قائم کر ئے "آمین"

دعائے صحت کی اپیل

دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور پاکستان کے مفتی اعظم شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی پر پچھلے دنوں نماز فجر میں فالج کا شدید حملہ ہوا۔ موصوف کو فوراً پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ بارہ دن تک آپ لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں رہے۔ اسی دوران ہزاروں تلامذہ اور دیگر افراد نے آپ کی عیادت کی۔ اب آپ ہسپتال سے فارغ کر دئیے گئے ہیں۔ تمام علماء وصلحاء اور عامۃ المسلمین سے آپ کی صحت یابی کی اپیل ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی بیماری کی وجہ سے حضرت مہتمم صاحب مولانا سمیع الحق مدظلہ تمام اساتذہ کرام اور طلبہ انتہائی پریشان ہیں۔ کیونکہ حضرت مفتی صاحب کی ذات نہ صرف دارالعلوم حقانیہ اور علمی برادری بلکہ تمام ملک وملت کیلئے قیمتی اثاثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی عمر میں برکت فرما کر انکو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے

آمین